بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

افسوس ہے برہان کی گذشتہ اشاعت میں مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کے قلم سے "اسلامی تمدن" کے زیر عنوان جو مقالہ شائع ہوا تھا۔ ابھی مولانا اس کی پہلی قسط ہی لکھنے پائے تھے کہ اسیر فرنگ ہوگئے اور چونکہ اس مرتبہ نسبت سابق خط و کتابت اور ملاقاتوں پر پابندیاں زیادہ شدید ہیں چنانچہ موصوف جس دن سے ہم سے رخصت ہوئے ہیں آج تک نہ ان کا کوئی خط ہمیں موصول ہوا اور نہ ہمارا کوئی خط ان تک پہنچ سکا ہے۔ اس بنا پر مجبوراً اب سلسلہ کی اشاعت کو روکنا پڑ رہا ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ ہم پھر کب اس مفید مضمون کا سلسلہ دوبارہ شروع کر سکیں گے۔

دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلہ میں اول تو ہندوستان میں لکھے پڑھے لوگوں کا فی صدی تناسب ہی کتنا ہے اور تھوڑے بہت جو خواندہ ہیں بھی ان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ کتنے ہیں؟ پھر جو لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں اگر ان میں ایسے لوگوں کا جائزہ لیا جائے جو خالص علمی ذوق اور مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں تو آپ کو نتیجہ بہت ہی مایوس کن نظر آئیگا۔ ورنہ عام طور پر ہوتا یہی ہے کہ جس شخص نے اعلیٰ ڈگریاں حاصل کر کے آئندہ زندگی کے لئے کوئی راہ اختیار کر لی ہے اس کی ساری علمیت اور قابلیت اسی کیلئے وقف رہتی ہے۔ اب اس کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے اوقات کا ایک قلیل حصہ اپنے ملک کے سنجیدہ اور ٹھوس علمی لٹریچر کے مطالعہ کیلئے بھی وقف کر دے۔ انتہا یہ ہے کہ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے وہ پروفیسر جو بڑی بڑی تنخواہیں پاتے ہیں اور جن کی زندگیاں خالص علم کی خدمت کے لئے وقف ہونی چاہئے تھیں اُن میں سے اکثر کا شب و روز اسی طرح بسر ہوتا ہے کہ وقت مقررہ پر کلاس روم میں گئے اور اپنی یادداشتوں کی مدد سے جو کچھ انھیں پڑھانا ہے وہ پڑھا دیا۔ اس کے بعد ان کو نہ علمی مطالعہ سے کوئی واسطہ اور نہ اپنے ہی مضمون پر تحقیق کرنے سے سروکار تعلیم و تدریس کے گھنٹوں کے علاوہ ان کے تمام اوقات دوست احباب کی ملاقاتوں پارٹیوں خوش گپیوں اور تفریحات کے لئے وقف رہتے ہیں۔ آپ کو ہندوستان میں کتنے ہی پروفیسر ملیں گے جو بڑی بڑی نامور یونیورسٹیوں میں مختلف مضامین کے استاذ